© rasailojaraid.com

دل کی بات

علماء کی شہادت۔ دہشت گردی کی نئی لہر

۷/اکتوبر۲۰۰۴ء کی صبح ملتان میں صبحِ قیامت تھی۔ رشید آباد کالونی میں مولانا محمد اعظم طارق شہید کی یاد میں منعقدہ کانفرنس تمام رات جاری رہی۔ ساڑھے چار بجے اختتامی دعا ہو رہی تھی اور لوگ جلسہ گاہ سے اٹھ کر اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ کسی بدبخت نے راستے میں کھڑی کار کو ریموٹ بم سے اڑا دیا۔ تقریباً پچاس افراد شہید اور ایک سو پچاس زخمی ہوئے۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ دھماکے کی زد میں آنے والوں پر قیامت ٹوٹ گئی، انسانی اعضاء فضا میں اُڑ کر اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے۔ زخمی تڑپ رہے تھے اور ایک ایک کر کے جان ہار رہے تھے۔ کسی نے کہا کہ یہ سانحۂ سیالکوٹ کا ردِّ عمل ہے۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔ ابھی دو دن ہی گزرے تھے کہ ۹/اکتوبر کو کراچی میں مجلس تحفظِ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کر دیئے گئے۔ اگلے روز اندرون موچی دروازہ لاہور کی ایک عبادت گاہ میں خودکش حملہ میں تین افراد ہلاک ہوگئے۔ دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی ان وارداتوں کا انداز مختلف ہے مگر تسلسل کسی بڑی سازش کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان تمام کارروائیوں کا مقصود یہی معلوم ہوتا ہے کہ علماء کو ایک ایک کر کے راستے سے ہٹا دیا جائے، دینی قوتوں کو بہادر اور صحیح قیادت سے محروم کر کے انہیں کمزور کیا جائے، دینی اداروں اور جماعتوں کو عوام میں بدنام کیا جائے اور ان کی گرفت ڈھیلی کر دی جائے۔

ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا محمد عبداللہ (اسلام آباد) مولانا محمد اعظم طارق اور ابھی چند ماہ قبل مفتی نظام الدین اور اب مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کو راستے کی دیوار سمجھ کر ہٹا دیا گیا۔ یہ تمام لوگ اپنے اپنے دائرہ کار میں مؤثر تھے اور نہایت مثبت کام کر رہے تھے۔ دہشت گردی کے تازہ شکار مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد خالصتاً تبلیغی واصلاحی سرگرمیوں میں مشغول تھے۔ مفتی جمیل تو کراچی میں علماء حق کے صحیح نمائندہ اور حقیقی خادم تھے، تحفظِ ختم نبوت کے داعی تھے، وہ سب کا احترام کرتے تھے اور سب کو جوڑنے والے تھے' انہیں ہم سے چھین کر دشمن نے ملک و ملت کا شدید نقصان کیا ہے۔ سانحہ ملتان کا ایک ملزم گرفتار ہو چکا ہے۔ پولیس کہتی ہے یہ اصلی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر حکومت دہشت گردی کے تمام سانحات کے اصلی مجرم گرفتار کر کے انہیں بے نقاب کرتی اور قرار واقعی سزا دیتی تو ایسے حادثات کا اعادہ نہ ہوتا۔

مجلس تحفظِ ختم نبوت کے کارکنوں کو اپنے قائدین کی پے در پے شہادتوں سے جو صدمہ پہنچا ہے' مجلس احرارِ اسلام ان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ ہمارے حوصلے اور عزائم بلند ہیں۔ ان شاء اللہ تحفظِ ختم نبوت اور احیاء دین کی جدوجہد جاری رہے گی، شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا، رنگ لائے گا۔ شہداء کی ارواح ہمیں مصائب و مشکلات کے بعد کامیابیوں کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سندیسہ دے رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں:

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں ، ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصلِ بہاراں ، ہم نہیں ہوں گے
ہمارے بعد ہی خونِ شہیداں رنگ لائے گا
یہی سرخی بنے گی زیبِ عنواں ، ہم نہیں ہوں گے

پرویز بادشاہ، مسئلہ کشمیر اور سرنگ کے آخر میں روشنی

پرویز بادشاہ نے اپنے اعزاز میں ایک افطار ڈنر سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''انہیں پاک بھارت مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کشمیر حل ہوتا نظر آ رہا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ سے با مقصد انداز میں ہونے والی گفتگو کے بعد انہیں پہلی بار سرنگ کے آخر میں روشنی دکھائی دے رہی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ قوم مسئلہ کشمیر کے حل کے مختلف آپشنز پر کھل کر بحث کرے۔ میں خود اس بحث کو سنوں اور جانوں گا کہ لوگ کس آپشن کو پسند کرتے ہیں۔''

حیرانی ہے کہ اٹھاون سال بعد ہمارے حکمرانوں کو مسئلہ کشمیر حل ہوتا نظر آ رہا ہے اور سرنگ کے آخر میں روشنی دکھائی دینا اس پر مستزاد ہے۔ عوام کو اس بحث میں شریک کرنے کا مژدہ بھی عجیب ہے۔ عوام بے چاروں کو تو اپنے معاشی مسائل سے ہی نکلنے کی فرصت نہیں، چہ جائیکہ وہ مسئلہ کشمیر پر غور و فکر کریں۔

عوام نے افغانستان کے مسئلہ پر جو رائے دی، اس کا کتنا احترام کیا گیا؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عوام نے اپنے جن نمائندوں کو چن کر اسمبلیوں میں بھیجا، ان نمائندوں نے عوامی رائے اور فیصلے کا کیا حشر کیا؟ اس لیے قوم کو مسئلہ کشمیر پر بحث و رائے زنی کا مشورہ دینا انتہائی سنگین مذاق ہے۔ اٹھاون برس قبل تقسیم ہند کے وقت جس مقتدر طبقہ نے اپنے مفادات کے لیے کشمیر کی گتھی کو الجھایا تھا، وہی اب اپنے مفادات کے لیے اسے سلجھانا چاہتی ہے۔ تب بھی انہی کی رائے اور فیصلے کو قوم پر ٹھونسا گیا تھا، اب بھی انہی کے فیصلے کو ٹھونسنے کی سازش ہو رہی ہے۔ پاکستان اور بھارت دونوں کو یہ فیصلہ قبول کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ عوام پہلے بھی مجبور اور بے زبان تھے، اب بھی مجبور و بے نوا ہیں۔

متحدہ اپوزیشن نے درست مؤقف اختیار کیا ہے کہ:

''صدر نے کشمیر پر بھی یوٹرن لے لیا ہے۔ ان کا فارمولا قبول نہیں۔ انہوں نے لاکھوں کشمیریوں، پاکستانی عوام کی خواہشات اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی نفی کی ہے۔''

آثار و قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ ساز قوتوں نے تقسیم کشمیر کا فارمولا طے کر لیا ہے اور پاکستان و بھارت دونوں کو یہ فارمولا قبول کرنے کے لیے مجبور کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے وطن پاکستان کی حفاظت فرمائے (آمین)

© rasailojaraid.com